© rasailojaraid.com

اور کافی غور و خوض کے بعد جب ہم روش عام سے کسی قدر ہٹ کر ایک جداگانہ راہ اختیار کر چکے ہیں تو اس کے دلائل بھی لوگوں کے سامنے رکھ رہے ہیں تاکہ لوگ ان پر پوری سنجیدگی اور دیانت داری کے ساتھ غور فرمائیں اور لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امرا۔

(۱) یہ تو معلوم ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کے انعامات اور ان کی عہد شکنیوں اور احسان فراموشیوں کے ضمن میں لائی گئی ہے یعنی خدا نے ان پر دینی و دنیوی ہر دو طرح کی جو نعمتیں دی تھیں ان کا تذکرہ کر کے انھیں جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ تم نے خدا کے کیسے کیسے انعامات کو رد کر دیا ہے اسی سلسلہ بیان میں یہ زبردست انعام بھی آ رہا ہے کہ انھیں حکومت و سلطنت اور خدا کے گھر کی ولایت سپرد کی جا رہی تھی مگر انھوں نے اس حدود سلطنت میں جانا ہی گوارا نہ کیا اور اپنی ڈھٹائی سے یہ بھی کہہ دیا کہ اس سلطنت میں زبردست اور طاقتور لوگ ہیں ان سے لڑنا بھڑنا ہمارے لئے ناممکن ہے موسیٰ اور موسیٰ کا خدا جا کر لڑ بھڑ لیں اور اسی سلسلہ میں بعد کی بات بھی رکھ دی کہ جب وہاں فاتح ہو کر داخل ہونا تو ایک مسلمان فاتح کی طرح سجدۂ شکرانہ بجا لاتے ہوئے داخل ہونا مگر ان بدبختوں نے خدا کی اس تعلیم کو بھی فراموش کر دیا اور غرور و گھمنڈ کے نشہ میں سرشار ہو کر داخل ہوئے۔ اس لئے انھوں نے گو کہ خدا کی اس بات کو بھی بدل دیا مگر اس کا انعامات سے کیا تعلق؟ انعام تو دراصل خدا کی خلافت و نیابت پر قائم ہونا تھا یہ تو اس انعام کو پا کر شکر و سپاس ادا کرنے کا ایک طریقہ تھا اس لئے اب جب کہ ان پر انعامات گنائے جا رہے ہوں اور ان کے انعامات کو پس پشت ڈالنے کی روداد سامنے لائی جا رہی ہو تو اس ضمن میں اس انعام و اعزاز کا جب ذکر کیا گیا تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انھوں نے اس میں تبدیلی کی تھی اور اسی تبدیلی کا ذکر یہاں مقصود ہے ہر چند کہ شکر و سپاس کے طریقہ کو ترک کر کے استکبار کا رویہ اختیار کر لینا بھی ایک تبدیلی ہے لیکن چونکہ اس کا انعام و اعزاز سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے اس لئے موزوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس تبدیلی کو مراد لیا جائے۔

(۲) دوسری دلیل پہلی دلیل کا ایک جزء ہے کہ یہود کو اصل میں عمالقہ سے جنگ کر کے بیت المقدس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا تھا اور اسی ضمن میں داخلہ کا طریقہ بھی بتایا گیا لیکن انھوں نے دونوں

© rasailojaraid.com